پھونک رہے ہیں کہ میاں پاگل ہوئے ہو؟ دیکھ نہیں رہے ۔ دو گھڑی میں نقشہ پلٹنے والا ہے ۔ بھاگ چلو ۔ لوٹو لوٹو ۔ واپس چلو ۔ یثرب سے مراد مدینہ ہے ۔ جیسے صحیح حدیث میں ہے کہ مجھے خواب میں تمہاری ہجرت کی جگہ دکھائی گئی ہے ۔ جو دو سنگلاخ میدانوں کے درمیان ہے ۔ پہلے تو میرا خیال ہوا تھا کہ یہ ہجر ہے لیکن نہیں وہ جگہ یثرب ہے ۔

اور روایت میں ہے کہ وہ جگہ مدینہ ہے ۔ البتہ یہ خیال ہے کہ ایک ضعیف حدیث میں ہے جو مدینے کو یثرب کہے وہ استغفار کر لے ۔ مدینہ تو طابہ ہے ۔ وہ طابہ ہے ۔ یہ حدیث صرف مسند احمد میں ہے اور اس کی اسناد میں ضعف ہے ۔ کہا گیا ہے کہ عمالیق میں سے جو شخص یہاں آ کر ٹھہرا تھا چونکہ اس کا نام یثرب بن عبید بن مہلا بیل بن عوص بن عملاق بن لاد بن آدم بن سام بن نوح تھا اس لئے اس شہر کو بھی اسی کے نام سے مشہور کیا گیا ۔ یہ بھی قول ہے کہ تورات شریف میں اس کے گیارہ نام آئے ہیں ۔ مدینہ، طابہ، طیبہ، جلیلہ، جابرہ، محبہ، محبوبہ، قاصمہ، مجبورہ، عدراء، مرحومہ ۔ کعب احبارؒ فرماتے ہیں کہ ہم تورات میں یہ عبارت پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ شریف سے فرمایا اے طیبہ اور اے طابہ اور اے مسکینہ، خزانوں میں مبتلا نہ ہو ۔ تمام بستیوں پر تیرا درجہ بلند ہوگا ۔ کچھ لوگ تو اس موقعہ خندق پر کہنے لگے یہاں حضورؐ کے پاس ٹھہرنے کی جگہ نہیں ۔ اپنے گھروں کو لوٹ چلو ۔ بنو حارثہ کہنے لگے یا رسول اللہؐ ہمارے گھروں میں چوری ہونے کا خطرہ ہے ۔ وہ خالی ہیں ۔ ہمیں واپس جانے کی اجازت ملنی چاہیے ۔ اوس بن قیظی نے بھی یہی کہا تھا کہ ہمارے گھروں میں دشمن کے گھس جانے کا اندیشہ ہے ۔ ہمیں جانے کی اجازت دیجئے ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کی بات بتلا دی کہ یہ تو ڈھونگ رچایا ہے، حقیقت میں عذر کچھ بھی نہیں، نامردی سے بھگوڑا پن دکھاتے ہیں ۔ لڑائی سے جی چرا کر سرکنا چاہتے ہیں ۔

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿١٤﴾ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ﴿١٥﴾ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٦﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْۗءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۭ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿١٧﴾

اگر مدینے کے چوطرف سے ان پر لشکر داخل کئے جائیں، پھر ان سے فتنہ طلب کیا جائے تو یہ ضرور برپا کر دیں گے اور کچھ ڈھیل بھی کریں گے تو یونہی سی ○ اس سے پہلے تو انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ پیٹھ نہ پھیریں گے ۔ اللہ سے کئے ہوئے عہد کی باز پرس ضرور ہے ○ کہہ دے کہ گو تم موت سے یا خوف قتل سے بھاگو تو یہ بھاگنا تمہیں کچھ بھی کام نہ آئے گا اور اس وقت تم بہت ہی کم فائدہ مند کئے جاؤ گے ○ پوچھو تو کہ اگر اللہ تمہیں کوئی برائی پہنچانا چاہے یا تم پر کوئی فضل کرنا چاہے تو کون ہے جو تمہیں بچا سکے یا تم سے روک سکے؟ اپنے لئے بجز اللہ کے نہ کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار ○

جہاد سے پیٹھ پھیرنے والوں سے باز پرس ہوگی : ☆☆ (آیت:۱۴-۱۷) جو لوگ یہ عذر کر کے جہاد سے بھاگ رہے تھے کہ

مارے گھر اکیلے پڑے ہیں جن کا بیان اوپر گزرا' ان کی نسبت جناب باری فرماتا ہے کہ اگر ان پر دشمن مدینے کے چوطرف سے اور ہر ہر رخ سے آ جائے پھر ان سے کفر میں داخل ہونے کا سوال کیا جائے' تو یہ بے تامل کفر کو قبول کر لیں گے- لیکن تھوڑے خوف اور خیالی دہشت کی بنا پر ایمان سے دست برداری کر رہے ہیں- یہ ان کی مذمت بیان فرمائی ہے-

پھر فرماتا ہے' یہی تو ہیں جو اس سے پہلے لمبی لمبی ڈینگیں مارتے تھے کہ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے' ہم میدان جنگ سے پیٹھ پھیرنے والے نہیں- کیا یہ نہیں جانتے کہ یہ جو وعدے انہوں نے اللہ سے کئے تھے' اللہ تعالیٰ ان کی باز پرس کرے گا- پھر ارشاد ہوتا ہے کہ یہ موت و فوت سے بھاگنا' لڑائی سے منہ چھپانا' میدان میں پیٹھ دکھانا جان نہیں بچا سکتا بلکہ بہت ممکن ہے کہ اللہ کی اچانک پکڑ کے جلد آ جانے کا باعث ہو جائے اور دنیا کا تھوڑا سا نفع بھی حاصل نہ ہو سکے- حالانکہ دنیا تو آخرت جیسی چیز کے مقابلے پر کل کی کل حقیر اور محض ناچیز ہے- پھر فرمایا کہ بجز اللہ کے کوئی نہ دے سکے نہ دلا سکے نہ مددگاری کر سکے نہ حمایت پر آ سکے- اللہ اپنے ارادوں کو پورا کر کے ہی رہتا ہے-

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾

اللہ تعالیٰ تم میں سے انہیں بخوبی جانتا ہے جو دوسروں کو روکتے ہیں اور اپنے بھائی بندوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ' اور کبھی کبھی ہی لڑائی میں آ جاتے ہیں ○ تمہاری مدد میں پورے بخیل ہیں' پھر جب ڈر دہشت کا موقعہ آ جائے تو تو انہیں دیکھے گا کہ تیری طرف نظریں جما دیتے ہیں اور ان کی آنکھیں اس طرح گھومتی ہیں جیسے اس شخص کی جس پر موت کی غشی طاری ہو' پھر جب خوف جاتا رہتا ہے تو تم پر اپنی تیز زبانوں سے بڑی باتیں بناتے ہیں' مال کے بڑے ہی حریص ہیں- یہ ایمان لائے ہی نہیں ہیں- اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام اعمال نابود کر دیئے ہیں' اللہ تعالیٰ پر یہ بہت ہی آسان ہے ○

---

**جہاد سے منہ موڑنے والے ایمان سے خالی لوگ :** ☆☆ (آیت:۱۸-۱۹) اللہ تعالیٰ اپنے محیط علم سے انہیں خوب جانتا ہے جو دوسروں کو بھی جہاد سے روکتے ہیں- اپنے ہم صحبتوں سے' یار دوستوں سے' کنبے قبیلے والوں سے کہتے ہیں کہ آؤ تم بھی ہمارے ساتھ رہو' اپنے گھروں کو' اپنے آرام کو' اپنی زمین کو' اپنے بیوی بچوں کو نہ چھوڑو- خود بھی جہاد میں آتے نہیں- یہ اور بات ہے کہ کسی کسی وقت منہ دکھا جائیں اور نام لکھا جائیں- یہ بڑے بخیل ہیں' نہ ان سے تمہیں کوئی مدد پہنچے' نہ ان کے دل میں تمہاری ہمدردی' نہ مال غنیمت میں تمہارے حصے پر یہ خوش- خوف کے وقت تو ان نامردوں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ جاتے ہیں- آنکھیں چھاچھ پانی ہو جاتی ہیں' مایوسانہ نگاہوں سے تکنے لگتے ہیں- لیکن خوف دور ہوا کہ انہوں نے لمبی لمبی زبانیں نکال ڈالیں اور بڑھے چڑھے دعوے کرنے لگے اور شجاعت و مردی کا دم بھرنے لگے- اور مال غنیمت پر بے طرح گرنے لگے- ہمیں دو ہمیں دو' کا غل مچا دیتے ہیں- ہم آپ کے ساتھی ہیں- ہم نے جنگی خدمات انجام دی ہیں' ہمارا حصہ ہے اور جنگ کے وقت صورتیں بھی نہیں دکھاتے' بھاگتوں کے آگے اور لڑتوں کے پیچھے رہا کرتے ہیں- دونوں عیب

جس میں جمع ہوں' اس جیسا بے خیر انسان اور کون ہوگا؟ امن کے وقت عیاری' بدخلقی' بدزبانی اور لڑائی کے وقت نامردی' روباہ بازی اور زنانہ پن۔ لڑائی کے وقت حائضہ عورتوں کی طرح الگ اور یکسو اور مال لینے کے وقت گدھوں کی طرح ڈھینچو ڈھینچو۔ اللہ فرماتا ہے' بات یہ ہے کہ ان کے دل شروع سے ہی ایمان سے خالی ہیں۔ اس لئے ان کے اعمال بھی اکارت ہیں۔ اللہ پر یہ آسان ہے۔

يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا وَإِنْ يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُمْ بَادُونَ فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَائِكُمْ وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ مَا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ﴿٢٠﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾ وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ﴿٢٢﴾

ع ۱۲ ۱۸

سمجھتے ہیں کہ اب تک لشکر چلے نہیں گئے اور اگر فوجیں آ جائیں تو تمنائیں کرتے ہیں کہ کاش کہ وہ جنگلوں میں بادیہ نشینوں کے ساتھ ہوتے کہ تمہاری خبریں دریافت کیا کرتے۔ اگر وہ تم میں موجود ہوں تو بھی کیا؟ یونہی چھدا اتارنے کو ذرا سی لڑائی کر لیں ○ یقیناً تمہارے لئے رسولؐ اللہ میں عمدہ نمونہ موجود ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ کی اور قیامت کے آخری دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ کی یاد کرتا ہے ○ ایمانداروں نے جب کفار کے لشکر کو دیکھا' بیساختہ کہہ اٹھے کہ انہی کا وعدہ ہمیں اللہ نے اور اس کے رسولؐ نے دیا تھا اور اللہ اور اس کے رسولؐ سچے ہیں۔ یہ تو اپنے ایمان میں اور شیوہ فرمانبرداری میں اور بھی بڑھ گئے ○

---

(آیت: ۲۰) ان کی بزدلی اور ڈرپوکی کا یہ عالم ہے کہ اب تک انہیں اس بات کا یقین ہی نہیں ہوا کہ لشکر کفار لوٹ گیا اور خطرہ ہے کہ وہ پھر کہیں آ نہ پڑے۔ مشرکین کے لشکروں کو دیکھتے ہی چھکے چھوٹ جاتے ہیں اور کہتے ہیں' کاش کہ ہم مسلمانوں کے ساتھ اس شہر میں ہی نہ ہوتے بلکہ گنواروں کے ساتھ کسی اجاڑ گاؤں یا کسی دور دراز کے جنگل میں ہوتے' کسی آتے جاتے سے پوچھ لیتے کہ کہو بھئی لڑائی کا کیا حشر ہوا؟ اللہ فرماتا ہے' یہ اگر تمہارے ساتھ بھی ہوں تو بیکار ہیں۔ ان کے دل مردہ ہیں' نامردی کے گھن نے انہیں کھوکھلا کر رکھا ہے۔ یہ کیا لڑیں گے اور کون سی بہادری دکھائیں گے؟

**ٹھوس دلائل اتباع رسولؐ کو لازم قرار دیتے ہیں:** ☆☆ (آیت: ۲۱-۲۲) یہ آیت بہت بڑی دلیل ہے اس امر پر کہ آنحضرت ﷺ کے تمام اقوال' افعال' احوال' اقتدا' پیروی اور تابعداری کے لائق ہیں۔ جنگ احزاب میں جو صبر و تحمل اور عدیم المثال شجاعت کی مثال حضورؐ نے قائم کی مثلاً راہ الہ کی تیاری' شوق جہاد اور سختی کے وقت بھی رب سے آسانی کی امید اس وقت آپ نے دکھائی' یقیناً یہ تمام چیزیں اس قابل ہیں کہ مسلمان انہیں اپنی زندگی کا جزو اعظم بنالیں اور اپنے پیارے پیغمبر اللہ کے حبیب' احمد مجتبیٰ' محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنے لئے بہترین نمونہ بنالیں اور ان اوصاف سے اپنے تئیں بھی موصوف کریں۔ اسی لئے قرآن کریم ان لوگوں کو جو اس وقت سٹپٹا رہے تھے اور گھبراہٹ اور پریشانی کا اظہار کرتے تھے' فرماتا ہے کہ تم نے میری نبیؐ کی تابعداری کیوں نہ کی؟ میرے رسول تو تم میں موجود تھے' ان کا نمونہ تمہارے سامنے تھا' تمہیں صبر و استقلال کی نہ صرف تلقین تھی بلکہ ثابت قدمی' استقلال اور اطمینان کا پہاڑ تمہاری نگاہوں کے سامنے تھا۔ تم جبکہ اللہ پر' قیامت پر

ایمان رکھتے ہو' پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ تم اپنے رسول ؐ کو اپنے لئے نمونہ اور نظیر نہ قائم کرتے ؟

پھر اللہ کی فوج کے سچے مومنوں اور حضور ؐ کے سچے ساتھیوں کے ایمان کی پختگی بیان ہو رہی ہے کہ انہوں نے جب ٹڈی دل لشکر کفار کو دیکھا تو پہلی نگاہ میں ہی بول اٹھے کہ انہی پر فتح پانے کی ہمیں خوشخبری دی گئی ہے - ان ہی کی شکست کا ہم سے وعدہ ہوا ہے اور وعدہ بھی کس کا' اللہ کا اور رسول اللہ ؐ کا - اور یہ ناممکن محض ہے کہ اللہ اور رسول ؐ کا وعدہ غلط ہو - یقیناً ہمارا سر اور اس جنگ کی فتح کا سہرا ہو گا - ان کے اس کامل یقین اور سچے ایمان کو رب نے بھی دیکھ لیا اور دنیا و آخرت میں انجام کی بہتری انہیں عطا فرمائی - بہت ممکن ہے کہ اللہ کے جس وعدہ کی طرف اس میں اشارہ ہے' وہ آیت یہ ہو جو سورۂ بقرہ میں گزر چکی ہے - اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ الخ یعنی کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ بغیر اس کے کہ تمہاری آزمائش ہو' تم جنت میں چلے جاؤ گے؟ تم سے اگلے لوگوں کی آزمائش بھی ہوئی' انہیں بھی دکھ درد' لڑائی بھڑائی میں مبتلا کیا گیا یہاں تک کہ انہیں ہلایا گیا کہ ایماندار اور خود رسول ؐ کی زبان سے نکل گیا کہ اللہ کی مدد کو دیر کیوں لگ گئی؟ یاد رکھو رب کی مدد بہت ہی قریب ہے' یعنی یہ تو صرف امتحان ہے' ادھر تم نے ثابت قدمی دکھائی' ادھر رب کی مدد آئی - اللہ اور اس کا رسول ؐ سچا ہے - فرماتا ہے کہ ان اصحاب پر رسول ؐ کا ایمان اپنے مخالفین کی اس قدر زبردست جمعیت دیکھ کر اور بڑھ گیا - یہ اپنے ایمان میں' اپنی تسلیم میں اور بڑھ گئے - یقین کامل ہو گیا' فرمانبرداری اور بڑھ گئی - اس آیت میں دلیل ہے ایمان کی زیادتی ہونے پر بہ نسبت اوروں کے ان کے ایمان کے قوی ہونے پر - جمہور ائمہ کرام کا بھی یہی فرمان ہے کہ ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے - ہم نے بھی اس کی تقریر شرح بخاری کے شروع میں کر دی ہے' واللہ الحمد والمنہ - پس فرماتا ہے کہ اس کی تنگی ترشی نے' اس سختی اور تنگ حالی نے' اس حال اور اس نقشہ نے ان کا جو ایمان اللہ پر تھا' اسے اور بڑھا دیا اور جو تسلیم کی خو ان میں تھی کہ اللہ و رسول ؐ کی باتیں مانا کرتے تھے اور ان پر عامل تھے' اس اطاعت میں اور بڑھ گئے -

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾

مومنوں میں وہ جوانمرد ہیں جنہوں نے جو عہد اللہ سے کئے تھے' انہیں سچا کر دکھایا' بعض نے تو اپنا عہد پورا کر دیا اور بعض موقعہ کے منتظر ہیں اور انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی تاکہ اللہ سچوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے اور اگر چاہے منافقوں کو سزا دے یا ان پر بھی مہربانی فرمائے' اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا اور بہت ہی مہربانی کرنے والا ہے ○

---

**اس دن مومنوں اور کفار میں فرق واضح ہو گیا:** ☆☆ (آیت: ۲۳-۲۴) منافقوں کا ذکر اوپر گزر چکا کہ وقت سے پہلے تو جاں نثاری کے لمبے چوڑے دعوے کرتے تھے لیکن وقت آنے پر پورے بزدل اور نامرد ثابت ہوئے' سارے دعوے اور وعدے دھرے کے دھرے رہ گئے اور بجائے ثابت قدمی کے پیٹھ موڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے - یہاں مومنوں کا ذکر ہو رہا ہے کہ انہوں نے اپنے وعدے پورے کر دکھائے - بعض نے تو جام شہادت نوش فرما لیا اور بعض اس کے انتظار میں بے چین ہیں - صحیح بخاری شریف میں ہے' حضرت ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے قرآن لکھنا شروع کیا تو ایک آیت مجھے نہیں ملتی تھی حالانکہ سورۂ احزاب میں وہ آیت میں نے خود رسول